© rasailojaraid.com

مولانا محمد شہاب الدین ندوی

نکاح کی اہمیت — اور — اُس کا فلسفہ

اسلامی شریعت میں

(۲)

شریعتِ آدم کی ایک اہم خصوصیت | بعض علماء کا کہنا ہے کہ دورِ آدم سے لے کر آج تک جو چیز بطورِ عبادت مشروع ہوئی ہے وہ نکاح ہے جو جنت میں بھی جاری رہے گا[1]

واقعہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے لے کر اُمتِ اسلامیہ تک کوئی شریعت ایسی نہیں گذری جو نکاح سے خالی رہی ہو۔ اور اس اعتبار سے یہ تمام انبیائے کرام کی سنت رہی ہے۔ سوائے ایک دو استثنائی مثالوں کے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دیگر شریعتوں میں نکاح کی شرائط وغیرہ میں کچھ نہ کچھ فرق و اختلاف بھی رہا ہو۔ مگر جہاں تک نفسِ نکاح کا تعلق ہے تمام انبیائے کرام کی زندگی میں یہ ایک مشترکہ چیز تھی۔ اب رہا مسئلہ عیسائیت میں پائی جانے والی رہبانیت کا (جسے ان کے یہاں بڑا تقدس حاصل ہوگیا تھا) تو یہ چیز خداوند کریم کی شریعت میں کبھی مشروع نہیں تھی۔ بلکہ اسے عیسائیوں نے اپنی طرف سے گڑھ لیا تھا۔ اس اعتبار سے یہ چیز ایجادِ بندہ ہے جیسا کہ ارشادِ باری ہے۔

ورھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبنٰھا علیھم الا ابتغاء رضوان اللّٰہ فما رعوھا حق رعایتھا فاٰتینا الذین اٰمنوا منھم اجرھم وکثیر منھم فٰسقون۔

اور رہبانیت (ترکِ دنیا) جسے انہوں نے خود ایجاد کیا۔ ہم نے اُسے اُن پر فرض نہیں کیا تھا۔ سوائے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے۔ مگر وہ (خود اپنی ہی ایجاد کردہ اس چیز کو بھی) نباہ نہ سکے۔ جیسا کہ اسے نباہنا چاہئے تھا۔ بہرحال ہم نے ان میں سے ایماندار لوگوں کو ان کا اجر دے دیا۔ مگر ان میں سے

---

[1] دیکھئے درمختار برحاشیہ ردالمختار ۲/۲۸۰ مطبوعہ کوئٹہ (پاکستان)

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(حدید ۲۷) بہت سے لوگ بدکار ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ عیسائیوں کے لئے اصل شریعت تورات یا شریعت موسوی تھی۔ جس سے انہوں نے انحراف کرتے ہوئے تجرد و رہبانیت کی بدعت جاری کی۔ مگر قرآن مجید کی صراحت کے مطابق ان لوگوں نے اس پر بھی ایمانداری کے ساتھ عمل نہیں کیا یعنی اپنے ہی اصولوں کو خود اپنے ہاتھوں سے پامال کیا۔ اور یہ ایک ملبی کہانی ہے۔

حاصل یہ کہ نکاح کرنا نہ صرف حضرت آدمؑ کے دور سے مشروع رہا ہے بلکہ یہ چیز "شریعت آدم" کی ایک خصوصیت ہے اور نکاح سے انحراف اہل شریعت سے انحراف ہے۔ نکاحی زندگی میں فوائد ہی فوائد ہیں اور بے نکاحی زندگی میں نہ صرف نقصانات زیادہ ہیں بلکہ بسا اوقات فتنوں میں مبتلا ہونے کا بھی خطرہ رہتا ہے لہذا عقل و شریعت کا تقاضا یہی ہے کہ اس سے انحراف نہ کیا جائے۔

نکاح عمر میں اضافہ کا باعث اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق شادی شدہ لوگوں کی عمر غیر شادی شدہ لوگوں کے مقابلے میں زیادہ طویل ہوتی ہے۔ خواہ یہ غیر شادی شدہ لوگ مرد ہوں یا عورتیں۔ بیوہ ہوں یا بے نکاحی افراد۔ اور یہ رپورٹ مختلف اعداد و شمار کے پیش نظر مرتب کی گئی ہے اور اس رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ عمر کے مختلف مراحل میں شادی شدہ افراد کی وفات کا اوسط غیر شادی شدہ افراد کے مقابلے میں بہت کم ہے نیز اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ اس بنیاد پر یہ کہنا ممکن ہے کہ نکاح کرنا مرد اور عورت دونوں کے لئے صحت کے اعتبار سے مفید ہے یہاں تک کہ حمل اور ولادت کے خطرات بھی (اب) بہت دھیمے ہو گئے ہیں اور قوموں کی زندگی میں انہیں (اب کوئی) خطرہ تصور نہیں کیا جاتا۔[1]

عورت اپنا رزق خود لاتی ہے مرد اور عورت جب رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوتے ہیں تو اس سے نہ صرف فحاشی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے بلکہ ایک نئے خاندان کی بھی بنیاد پڑتی ہے جو ایک صالح تمدن کو فروغ دینے میں معاون بنتا ہے۔ کسی معاشرہ کے صلاح و فلاح کا اولین زینہ یہ ہے کہ مرد اور عورت کا ملاپ جائز شرعی و اخلاقی اور معاشرتی و قانونی بنیادوں پر عمل میں آئے اور ان میں رخنے اور دراڑیں پیدا نہ ہوں۔ تمام آسمانی شریعتوں میں رشتۂ ازدواج مقدس مانا گیا ہے اور مرد و عورت کو عفت و عصمت اور پاک دامنی پر ابھارا گیا ہے۔ اس اعتبار سے جب ایک مرد اور ایک عورت رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوتے ہیں یعنی جب وہ شرعی و قانونی اعتبار سے میاں بیوی بنتے ہیں تو چونکہ وہ قانونِ خداوندی کے مطابق عمل کر رہے ہوتے ہیں اس لئے ان کا رزق اللہ کے ذمہ ہو جاتا ہے اور وہ ان کے لئے رزق کے دروازے کشادہ کر دیتا ہے۔ جب کہ وہ دونوں رضائے الٰہی کے تحت ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی نیت کرتے ہوئے مخلصانہ طور پر ایک دوسرے کے ساتھی اور مددگار بننے کی کوشش کریں۔

[1] ماخوذ از فقہ السنۃ از سید سابق ۲/۱۵ - دار الکتاب العربی بیروت ۱۳۹۷ھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من تزوّج ثقةً باللہ و احتساباً کان علی اللہ ان یعینہ و ان یبارك لہ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے نکاح کیا تو اللہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس شخص کی مدد کرے اور اس کے لئے برکت عطا کرے

تزوّجوا النساء یاتینکم بالاموال [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عورتوں سے نکاح کرو وہ تمہارے پاس مال و اپنا رزق خود لے کر آئیں گی۔

ثلاثۃٌ حقٌّ علی اللہ ان یعینہم المجاھد فی سبیل اللہ۔ و الناکح یرید ان یستعف و المکاتب یرید الاداء۔ [3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کی مدد کرنا اللہ کا حق ہے۔ ۱۔ مجاہد جو اللہ کے راستے میں ہو۔ ۲۔ نکاح کرنے والا جو پاک دامنی کا خواستگار ہو۔ ۳۔ اور وہ غلام جو اپنی آزادی کے لئے مقررہ مال ادا کرنا چاہتا ہو

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ کسی شخص کو محتاجی کے ڈر سے یا بیوی کا نفقہ ادا نہ کر سکنے کے خوف سے شادی بیاہ سے اجتناب کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ اگر وہ تندرست و توانا ہے تو اسے اللہ پر بھروسہ کر کے نکاح کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی مدد ضرور کرے گا۔ بشرطیکہ اس کی نیت درست ہو اور وہ اپنی معیشت درست کرنے کی غرض سے عملی تدبیریں بھی کرتا ہو۔

اہل و عیال پر خرچ کرنا افضل ترین عمل

عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ اجر و ثواب صرف خیر خیرات یا راہ خدا میں مال خرچ کرنے ہی میں ملتا ہے۔ یا کسی رفاہی کام کے انجام دینے میں۔ مگر یہ ایک غلط تصور ہے اور صحیح اسلامی تصور یہ ہے کہ بیوی بچوں پر خرچ کرنا اور ان کی دیکھ بھال کرنا راہ خدا میں خرچ کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ کیونکہ بیوی بچوں کا نان نفقہ ادا کرنا فرض و واجب ہے، بخلاف راہ خدا میں خرچ کرنے کے۔ ہاں اگر

---

[1] رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وفیہ عبید اللہ بن الوازع ..... و بقیۃ رجالہ ثقات، منقول از مجمع الزوائد ۴/۲۵۸ [2] رواہ البزار و رجالہ رجال الصحیح، منقول از مجمع الزوائد ۴/۲۵۵ [3] جامع ترمذی فضائل الجھاد ۴/۱۸۴، المستدرک ۲/۱۶۰، نسائی کتاب النکاح ۲/۶۷۷، مسند احمد ۲/۲۵۱، السنن الکبریٰ ۷/۸۷، ابن ماجہ کتاب العتق ۲/۸۴۲ صحیح ابن حبان ۷/۱۳۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنے اہل وعیال پر خرچ کر کے کچھ بچ جائے تو پھر دوسرے امور کی طرف توجہ کی جا سکتی ہے ورنہ نہیں۔ اور کسی شخص پر زکوٰۃ بھی اسی وقت واجب ہوتی ہے جب کہ اپنے گھریلو اخراجات کے علاوہ اتنا پس انداز ہو جائے جس کی مالیت ایک نصاب (ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اُن کی قیمت تک پہنچ جائے۔ بہرحال بعض حدیثوں میں صاف طور پر اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت اس طرح آئی ہے۔

دینارٌ انفقتہ فی سبیل اللّٰہ، ودینارٌ انفقتہ فی رقبۃٍ، ودینارٌ تصدقت بہ علی مسکینٍ ودینارٌ انفقتہ علی اھلک، اعظمھا اجرًا الذی انفقتہ علی اھلک۔	ایک دینار تم راہِ خدا میں خرچ کرتے ہو، ایک دینار تم کسی کی گردن چھڑانے میں خرچ کرتے ہو، ایک دینار تم کسی مسکین شخص کو صدقہ کرتے ہو۔ اور ایک دینار تم اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے ہو تو اجر و ثواب میں وہ دینار عظیم تر ہے جو تم نے اپنے اہل و عیال پر صرف کیا ہے[۱]
افضل الدینار دینارٌ ینفقہُ الرجل علی عیالہ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ فضیلت والا دینار وہ ہے جو ایک شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے[۲]

بلکہ بعض حدیثوں میں بیوی بچوں پر خرچ کرنے اور ان کا نفقہ ادا کرنے کی یہاں تک تاکید آئی ہے کہ اس فعل کو بجائے خود صدقہ کہا گیا ہے۔ یعنی اس فرض کی ادائیگی کی وجہ سے (جسے ایک شخص بجائے خود اپنے فائدہ کی غرض سے انجام دیتا ہے۔) اجر و ثواب یا انعام و اکرام کا بھی مستحق قرار دیا گیا ہے۔

اذا انفق المسلم نفقۃً علی اھلہ وھو یحتسبھا کانت لہ صدقۃً	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک مسلمان اپنی بیوی بچوں پر ثواب سمجھتے ہوئے خرچ کرتا ہے تو ایسا خرچ کرنا اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے (گویا کہ اس نے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا ہے[۳]

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ ۲/ ۶۹۲ مسند احمد ۲/ ۴۷۳، بیہقی ۷/ ۴۶۷۔ الادب المفرد بخاری ص ۱۹۶۔ [۲] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ ۲/ ۶۹۲ ابن ماجہ جہاد ۲/ ۹۲۲ ترمذی کتاب البر والصلہ ۴/ ۳۴۴ [۳] بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی۔ منقول از الترغیب والترہیب ۳/ ۶۲ صحیح بخاری کتاب النفقات ۶/ ۱۸۹۔ الادب المفرد بخاری ص ۱۹۵ مطبوعہ پاکستان نیز صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ ۲/ ۶۹۵ مطبوعہ ریاض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انك لن تنفق نفقةً تبتغى بها وجه الله الا اجرت عليها ، حتى ما تجعل فى فم امرأتك

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کی رضامندی کی خاطر جو بھی خرچ کرو گے اس کا اجر وثواب تمہیں ضرور دیا جائے گا، یہاں تک کہ تم اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ ڈالتے ہو اس کا اجر بھی[۱]

اس کی وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں کا نفقہ جب کسی شخص پر عائد ہوتا ہے تو اس سے ان لوگوں کی رعایت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ورنہ اس فرض کی ادائیگی سے گریز وفرار کے باعث وہ اللہ کے نزدیک مجرم قرار پائے گا۔

كفى بالمرء اثمًا ان يضيع من يقوت۔

کسی شخص کے گنہگار ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ ان لوگوں کا نفقہ ضائع کرے جن کا وہ ذمہ دار ہے۔[۲]

بہرحال بیوی بچوں پر خرچ کرنا ایک فطری امر ہے اور پھر یہ فعل معاشرتی وتمدنی نقطۂ نظر سے بھی نہایت ضروری ہے۔ ورنہ ظاہر بات ہے کہ اگر کوئی شخص محض جنسی تلذذ یا لطف اندوزی کی خاطر تو حظ اٹھائے اور اس کے نتیجے میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے پہلو بچانے کی کوشش کرے تو یہ ایک غیر فطری فعل ہوگا جو معاشرتی وتمدنی اعتبار سے سخت مضر اور فساد پرور ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ بیوی بچوں کی پرورش حلال روزی سے کرنا ایک بہت بڑا جہاد قرار دیا گیا ہے۔

ليس الجهاد ان يضرب الرجل بسيفه فى سبيل الله انما الجهاد من عال والديه وعال ولده فهو فى جهاد

جہاد یہ نہیں ہے کہ آدمی اللہ کے راستے میں تلوار چلائے بلکہ جہاد یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین اور اپنی اولاد کے معاش کا کفیل بن جائے۔[۳]

اسی بنا پر قیامت کے دن کسی شخص کے اعمال میں سے پہلی چیز جو میزان میں رکھی جائے گی وہ، وہ نفقہ ہوگا۔ جسے اس نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہوگا۔

---

۱ بخاری کتاب الایمان ۱/۲۰، مسلم کتاب الوصیہ ۳/۱۲۵۱ ۲ ابوداؤد، نسائی، حاکم منقول از ترغیب وترہیب ۳/۶۵، دار الفکر، نیز صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ ۲/۶۹۲ ۳ ابن عساکر، منقول از کنز العمال ۱۶/۴۶۹ مطبوعہ موسسۃ الرسالہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اول ما یوضع فی میزان	بندہ کی میزان میں جو پہلی چیز رکھی جائے گی
العبد نفقتہ علیٰ اھلہ	وہ اس کا نفقہ ہو گا جو اس نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا ہو گا[1]

لڑکیاں منحوس نہیں ہیں اس موقع پر ضمناً ایک وضاحت بھی بہت ضروری معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ بہت سے لوگ موجودہ دور میں لڑکیوں کے وجود کو منحوس اور نامبارک تصور کرتے ہوئے ایک عذاب گردانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک غیر معقول اور فساد پرور رجحان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ازلی منصوبے کے تحت اس کائنات کو پیدا کیا ہے اور اس میں اپنی حکمت تخلیق کے باعث مردوں اور عورتوں کا ایک حیرت انگیز توازن وتناسب رکھ دیا ہے۔ نیز وہ اپنی حکمت ومصلحت کے تحت جسے چاہتا ہے لڑکوں سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے۔ لڑکے جس طرح اللہ کی نعمت ہیں اسی طرح لڑکیاں بھی خداوند عالم کا خصوصی عطیہ ہیں۔ لہذا انہیں کسی بھی درجہ میں کمتر یا منحوس تصور کرنا خدائے قدوس کی تخلیق کی توہین اور اس کے عطیہ کا انکار ہے۔ اگر لڑکیاں نہ ہوں تو پھر لڑکوں کے لئے جوڑا کہاں سے ملے گا؟ اور بغیر عورتوں کے مردوں کی زندگی کیسے گذرے گی۔

اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو نظر آئے گا کہ لڑکیوں کا وجود کسی بھی اعتبار سے زحمت نہیں بلکہ رحمت خداوندی کا مظہر ہے کیونکہ بغیر کسی لڑکی کے ہم اپنے لڑکے کا بیاہ نہیں رچا سکتے اور ایک نئے خاندان کی بنیاد نہیں رکھ سکتے۔ لہذا جس طرح ہم کو اپنی بہو بنانے کے لئے ایک لڑکی کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح کسی اور کی بہو بننے کے لئے خود ہماری لڑکی بھی درکار ہوتی ہے۔ یہ وہ دو طرفہ عمل ہے جس کے باعث نظام عالم قائم ہے۔ لہذا لڑکیوں کی پرورش پوری خوش دلی اور خلوص کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اس راہ میں اگر اخروی اجر وثواب کی نیت بھی شامل ہو جائے تو یہ عمل ذرا بھی بار خاطر نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ دینی وشرعی اعتبار سے لڑکیوں کی پرورش اور ان کی تربیت کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اور اس راہ میں تکلیف اٹھانے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے کیونکہ لڑکیاں حقیقتاً اللہ کی ایک بہت بڑی امانت ہے۔ جن کو قابل افراد کے حوالے کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتا ہے۔

غرض لڑکیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لئے ایک آزمائش ہیں۔ اگر کوئی شخص اس آزمائش میں پورا اترتا ہے تو اس کے لئے نہ صرف بے انتہا اجر وثواب ہے بلکہ وہ جنت کا بھی مستحق قرار پاتا ہے۔

---

[1] طبرانی اوسط، منقول از ترغیب وترہیب ۳/۶۴ نیز مجمع الزوائد ۴/۳۲۵۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من ابتلیٰ من البنات بشیٔ فاحسنَ الیھن کن لہٗ ستراً من النار۔

جو شخص لڑکیوں کی وجہ سے آزمائش میں پڑا مگر اس نے ان کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آیا تو وہ اس کے لئے دوزخ کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں گی[۱]

لا یکون لاحدکم ثلاثُ بناتٍ او ثلاث اخواتٍ فیحسن الیھن الا دخل الجنتہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جس کسی کے بھی تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان سے اچھا سلوک کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا[۲]

من عال جاریتین دخلتُ انا و ھو الجنۃ کہاتین و اشار باصبعیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دو لڑکیوں کی کفالت کی وہ اور میں جنت میں اس طرح داخل ہوں گے اور آپ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارا فرمایا[۳]

صاحب اولاد ہونے کے فوائد

تمدنی و معاشرتی نقطۂ نظر سے صاحب اولاد ہونے کے یوں تو بے شمار فوائد ہیں کہ اس سے نہ صرف نسلِ انسانی کا تسلسل قائم رہتا ہے بلکہ خاندان، رشتہ داریاں اور انسانی اقدار بھی قائم رہتے ہیں۔ بڑھاپے میں والدین کی دیکھ بھال کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے مگر سب سے بڑا فائدہ یہ کہ اس کا نام اس کے حسب ونسب کے ساتھ ہمیشہ قائم رہتا ہے اور اولاد صالح ہونے کی صورت میں اپنے والدین کے لئے دعاگو رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے ماں باپ کے درجات بلند ہوتے ہیں یعنی کسی شخص کو مرنے کے بعد بھی اپنی نیک اولاد کی وجہ سے فائدہ پہنچتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان کو نیک اور صالح اولاد طلب کرتے رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔

والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا

اور (خدائے رحمان کے بندے وہ ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں

---

[۱] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ ۴/۲۰۲۷ مطبوعہ ریاض [۲] جامع ترمذی کتاب البر والصلۃ ۴/۳۱۸ دار احیاء التراث العربی، مسند احمد ۳/۴۲، دار الفکر، نیز مصنف ابن ابی شیبہ منقول از موسوعۃ اطراف الحدیث
[۳] جامع ترمذی ۴/۳۱۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرّۃ اعین وّاجعلنا للمتقین إمامًا (فرقان ۷۴)

اور بچوں کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور ہمیں خدا رسیدہ لوگوں کا پیشوا بنا دے۔

اور حدیثوں میں آتا ہے:

لا یدع احدکم طلب الولد فان الرّجل اذا مات و لیس له ولدٌ انقطع اسمه۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص لڑکے کی طلب نہ چھوڑے، کیونکہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے اور لاولد ہوتا ہے تو اس کا نام کٹ جاتا ہے[۱]

خیر ما یخلف الرجل بعده ثلاثٌ: ولدٌ صالحٌ یدعوله، و صدقة تجری یبلغه اجرها و علمٌ ینتفع به من بعده۔

کوئی شخص اپنے پیچھے جو بہتر چیزیں چھوڑ جاتا ہے وہ تین ہیں۔ ۱۔ نیک لڑکا جو اس کے لئے دعائے خیر کرتا رہتا ہے، ۲۔ صدقۂ جاریہ جس کا ثواب اسے پہنچتا رہتا ہے، ۳۔ اور ایسا علم جس کے ذریعہ لوگ اس کے بعد فائدہ اٹھاتے رہیں[۲]

ان الرجل لیرفع بدعاء ولده من بعده

(سعید بن مسیبؒ کہا کرتے تھے کہ) انسان کے درجات اس کے لڑکے کی دعا کی وجہ سے اس کی زندگی کے بعد بھی بلند کئے جائیں گے[۳]

ان الرجل لترفع درجته فی الجنة فیقول: انّی هذا؟ فیقال باستغفار ولدك لك۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں کسی کا درجہ (جب) بلند کیا جائے گا تو وہ کہے گا کہ یہ بات کیونکر ہوئی؟ اس پر اس سے کہا جائے گا کہ تیرے لڑکے کی تیرے لئے دعائے مغفرت کی وجہ سے[۴]

---

۱ رواہ الطبرانی واسنادہ حسن، مجمع الزوائد ۴/۲۵۸ ۲ مسلم کتاب الوصیہ ۳/۱۲۵۵، ترمذی کتاب الاحکام ۳/۶۶۰، ابوداؤد کتاب الوصایا ۳/۳۰۰، ابن ماجہ ۱/۸۸، ابن حبان ۱/۲۸۸، نسائی ۶/۲۵۱، مسند احمد ۲/۳۷۲، بیہقی ۶/۲۷۸، بخاری الادب المفرد ۳ موطا امام مالک کتاب القرآن ۱/۲۱۷، داراحیاء التراث العربی ۴ سنن ابن ماجہ کتاب الادب ۲/۱۲۰۷، مسند احمد، کنز ۱۶/۲۷۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض حدیثوں میں تشریح ہے کہ اگر کسی شخص کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت میں داخل کر دے گا کیونکہ دنیا میں سب سے زیادہ محبوب چیز اپنی اولاد ہوتی ہے اور جب کوئی شخص اپنی محبوب ترین چیز کے چھن جانے پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے راضی اور خوش ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اپنے جگر کے ٹکڑوں پر اپنی گاڑھی کمائی خرچ کرنے کے باوجود صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا بلکہ اپنے بڑھاپے کی لاٹھی کے ہاتھ سے چھن جانے کے باوجود اسے اللہ کی امانت متصور کرتے ہوئے خدا کی رضا میں اپنی رضا کا اظہار کیا تھا۔

ما من الناس من مسلم يتوفى له ثلث لم يبلغوا الحنث الا ادخله الله الجنة بفضل رحمته اياهم

جس کسی مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کی وجہ سے ایسے شخص کو جنت میں داخل کر دے گا۔[1]

صغارکم دعاميص الجنة يتلقى احدهم اباه فياخذ بثوبه، فلا ينتهي حتى يدخله الله و اباه الجنة

جو بچے کم سنی میں فوت ہو جائیں وہ جنت کے کیڑے ہوں گے (جو بے روک ٹوک جنت میں آتے جاتے رہیں گے) ایسا ہر بچہ اپنے باپ کا دامن پکڑے گا اور وہ اسے اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے باپ کو جنت میں داخل نہ کر دے۔[2]

ايما امرأة مات لها ثلاثة من الولد كانوا لها حجاباً من النار- قالت امرأة و اثنان؟ قال واثنان-

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ایک حلقہ میں وعظ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس کسی عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں تو وہ اس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائیں گے۔ اس پر ایک عورت نے پوچھا کہ اگر دو ہوں تو؟ فرمایا کہ دو کا بھی یہی حال ہے۔[3] (جاری)

---

[1] بخاری کتاب الجنائز ۲/۷۲ [2] مسلم کتاب البر والصلہ ۴/۲۰۲۹ مسند احمد ۲/۴۸۸، السنن الکبریٰ بیہقی ۴/۶۷-۶۸ الادب المفرد للبخاری ص ۴۷ [3] بخاری کتاب الجنائز ۲/۷۲ مطبوعہ استنبول۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ماہنامہ جریدہ "الاشرف" کا عظیم الشان

صولتیہ نمبر

شائع ہوگیا ہے

- علماء حق کے مجاہدانہ کارناموں کی روئیداد
- حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کی علمی اور عملی کاوشوں کا تذکرہ
- عیسائی مشنریوں خصوصاً پادری فنڈر کی ارتدادی سرگرمیوں اور اس کی ذلت آمیز شکست کا تفصیلی احوال
- محترمہ صولت النساء بیگم کا ذکرِ خیر
- تاریخ کے مدوجزر کی کہانی
- اکابر علماء کے تاثرات
- دلچسپیوں کا مرقع
- ایک یادگار دستاویز
- صولتیہ کے ماضی اور حال کی سرگزشت
- حجاز کا سفرنامہ
- رنگارنگ مضامین
- منتخب نعتیں اور نظمیں

کمپیوٹر کی کتابت

بہترین طباعت

۱۲۸ صفحات کی ضخامت

قیمت صرف ۱۰ روپے

نوٹ:

ستو خوش نصیبوں کو یہ نمبر مفت دیا جائے گا، آپ خط لکھیئے۔ ہم قرعہ اندازی کے ذریعہ فیصلہ کریں گے۔

رابطہ کے لئے

ماہنامہ **الاشرف**

۱ الاحمد مینشن، بلاک ۱۳ بی، گلشن اقبال کراچی ۷۵۳۰۰

فون: ۴۷۹۱۰۲-۳۱

© rasailojaraid.com